

”کمودس اور سلی اینڈر“

کمودس (Commodus) روم حکومت کا شہنشاہ تھا۔ رومی حکومت کیا تھی۔ کتنی بڑی، عظیم اور طاقتور تھی، اسکا صرف اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کرۂ ارض کی اکثریت طول و عرض میں رومن شہنشاہ کی بادشاہت تھی۔ دارالحکومت روم حیران کن حد تک خوشحال اور خوبصورت شہر تھا۔ دنیا میں آفتاب۔ 180 بی سی کا ذکر ہے۔ کمودس حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک تھا۔ نوجوان، جذباتی اور اپنے آپ کو خدا کا اوتار گردانے والا انسان۔ تمام شہنشاہوں کی طرح وہ بھی اپنے آپ کو ما فوق الفطرت سمجھتا تھا۔ طاقت کا نظام اور ریشه دار ایسا بھی بالکل ولیٰ ہی تھیں، جیسے آج کل ہیں۔ حقیقت تو یہی ہے کہ شاہی دربار قوab نہیں رہے، مگر درباری سازشیں زیادہ ہو چکی ہیں۔ اب تاج پہن کر کوئی بھی صدر یا وزیر اعظم باقاعدہ دربار نہیں لگاتے۔ مگر یہ ہمارے جیسے بے نام لوگوں کیلئے صرف اور صرف نظر کا دھوکہ ہے۔ تاج تو آج بھی ان حکمرانوں نے پہنا ہوا ہے۔ مگر نظر نہیں آتا۔ دربار بھی لگتا ہے۔ عتاب شاہی بھی قیامت ڈھاتا ہے۔ لوگوں کو زندان میں بھی بند کیا جاتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ ایک عجیب و غریب لفظ ”جمهوریت“ کی آڑ لیکر کیا جاتا ہے۔ ہزاروں سال پہلے، روم میں ہمارے نظام سے کافی بہتر معاملہ تھا۔ منافقت تھی ضرور، مگر قدرے کم تھی۔ معاملہ سیدھا ساتھا۔ اگر شہنشاہ نا راض ہو جاتا یا کسی سے خفا ہو جاتا تھا تو سب کو معلوم ہوتا تھا کہ عتاب شاہی عروج پر ہے۔ ہماری طرح نہیں، کہ جس شخص سے شدید نفرت ہوا سے بھی گلے لگایا جاتا ہے۔ اسکو سرِ عام بھائی کہا جاتا ہے۔ احترام کے پھول نچاہو رکیے جاتے ہیں۔

کمودس، ہر حکمران کی طرح، انا کا مجسمہ تھا۔ عوامی بھلائی سے کچھ خاص شغف نہیں تھا۔ عام آدمی، اسکے لیے کسی بھی حیثیت کا حامل نہیں تھا۔ طاقتو رحلقوں کو بہر حال اسے ساتھ رکھنا پڑتا تھا۔ 183 بی سی میں، قریبی دوستوں اور عزیزوں نے کمودس کو قتل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اسکے بعد، شہنشاہ دل برداشتہ سا ہو گیا۔ اپنے مصاحب خاص، سلی اینڈر (Cleander) کو بلا یا اور تمام امورِ سلطنت اسکے حوالے کر دیے۔ خود گھر سواری، شکار اور ایک کم ذات اونڈی کی رفاقت میں زندگی گزارنی شروع کر دی۔ سلی اینڈر انہائی ذہین شخص تھا۔ ویسے انسان کی جبلت ہے، حکومت کرنا کسے پسند نہیں آئی۔ چنانچہ عملی طور پر دنیا کی عظیم ترین سلطنت کا ڈی فلیٹو حکمران بن گیا۔ بادشاہ کو ہر وقت بتاتا رہتا تھا کہ سلطنت بالکل ٹھیک چل رہی ہے۔ لوگ حد درجہ مطمئن اور خوشحال ہیں۔ ہر وقت بادشاہ کی صحت اور درازی عمر کی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ امن، چین اور شانستی کا دور دورہ ہے۔ سلی اینڈر کسی قسم کا کوئی حکومتی مسئلہ بادشاہ تک پہنچنے نہیں دیتا تھا۔ عوامی تکلیف یا مصائب کو بادشاہ کی نظر سے او جھل رکھتا تھا۔ آہستہ آہستہ سلی اینڈر، طاقتو رتین شخص بن گیا۔ سب سے پہلے تو اپنے آپ کو امیر بنانے کی تگ و دشروع کر دی۔ حکومتی عہدوں کی نیلامی ہونے لگی۔ ہر سرکاری عہدے کی بولی لگتی تھی۔ جوزیا دہ رشوت دیتا تھا، وہی اس منصب کا حقدار ٹھہرایا جاتا تھا۔ آپکو یہ سنکر حیرانی ہو گی کہ روم میں ایک انہائی طاقتو رینٹ بھی تھی۔ یہ تمام حکومتی معاملات میں شہنشاہ کی معاونت کرتی تھی۔ کمودس نے سینٹ میں جانا بھی ترک کر دیا تھا۔ سلی اینڈر نے سینٹ کے اندر بھی خرید و فروخت کا کام شروع کر دیا۔ جو پیسے دیتا تھا، وہ سینٹ بن جاتا تھا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ پاکستان کی سینٹ اور اسٹیلیوں میں روم کی یہ ادنیٰ روایت بھر پور طریقے سے رائج

ہے۔ اب سلی اینڈ روم کا امیر ترین انسان تھا۔ مگر اسے اور پیسہ چاہیے تھا۔

دولت کمانے کا ایک نیاراستہ نکالا اور وہ تھا گندم اور آٹے کی قلت کروانا اور تمام گندم اپنے ہاتھ میں لے لینا۔ یعنی جب روم میں قحط آئے تو گندم صرف سلی اینڈ رے کے پاس ہونی تھی۔ اس سے آگے، دولت ہی دولت، منافع ہی منافع۔ سلی اینڈ نے بالکل یہی کچھ کیا۔ جو بحری جہاز، گندم لیکر روم آرہے تھے۔ تمام سے گندم نکال کروزیر موصوف کے عمیق گوداموں میں محفوظ کر لی گئی۔ روم میں گندم کی چکیاں بند ہو گئیں۔ قحط پڑ گیا۔ لوگوں کو سب کچھ معلوم تھا۔ مگر کمودس کو بالکل پتہ نہیں تھا۔ وہ عیش و عشرت میں غرق تھا۔ ایک دن نظری واقعہ ہوا۔ سلی اینڈ محل کی طرف آرہا تھا کہ لوگوں نے اسے گھیر لیا اور قتل کرنے کی کوشش کی۔ نج کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور محل میں آکر پناہ لے لی۔ لوگوں نے اسکے خلاف نعرے لگا لگا کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔ ہر طرف ادھم مج گیا۔ کمودس کو شور سنائی دیا تو اٹھ کر محل کی بالکوئی میں کھڑا ہو گیا۔ لوگوں کا سمندر آٹے کی قلت کی وجہ سے سلی اینڈ رے کے خلاف نعرے لگا رہا تھا۔ اس کا سرماںگ رہا تھا۔ کمودس شش در رہ گیا۔ اسے غذا کی قلت کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ خیر سلی اینڈ رو بایا۔ پوچھ پچھ ہوئی۔ اس نے فتح میں اٹھانی شروع کر دیں کہ یہ معمولی سامنہ ہے۔ تھوڑے عرصے میں ٹھیک ہو جائیگا۔ بلکہ، یہ شہنشاہ کے مخالفین کی ایک سازش ہے۔ کمودس نے معمولی سی تفتیش کی تو سچائی سامنے آگئی۔ روم میں سلی اینڈ رے کے ذاتی گودام، گندم سے بھرے ہوئے تھے۔ مگر سرکاری گودام بالکل خالی تھے۔ کمودس بہر حال ایک شہنشاہ تھا۔ ہرگز ہرگز بیوقوف نہ تھا۔ حکومت کے آداب سے واقف تھا۔ سلی اینڈ رے کو سب کے سامنے خود بخوبی قتل کر دیا۔ اسکے بعد، اس نے تمام حکومتی معاملات مرتے دم تک اپنے پاس رکھے۔ یہ سب کوئی قصہ کہانی نہیں۔ بلکہ ایک بادشاہ اور اسکے لاچی وزیر کی اصل حکایت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ سوچ رہے ہوں کہ رومن بادشاہ اور اسکے وزیر سلی اینڈ رے کا بھلا ہمارے سے کیا تعلق۔ ہزاروں سال پہلے کے واقعات سے ہمارا کیا واسطہ۔ مگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو ہمارے حالات، مزاج، طرزِ حکمرانی، دربار شاہی، عنایات اور ازالات کا سلسلہ سو فیصد وہی ہے جو قدیم روم کے کمودس کے وقت میں تھا۔ کسی بھی سیاسی وابستگی سے اٹھ کر، بلکہ اسے ٹھوکر مار کر، بلا امتیاز ملک کے تہذیب سالہ دور کو دیکھیے۔ آپ دانتوں میں انگلیاں چبائیں کہ پاکستان میں تو کمودس بار بار، روپ بدل بدل کر حکومت کرتا رہا ہے اور سلی اینڈ را اس جیسے عیار لوگ، جعلی طاقت حاصل کر کے عوام کا خون چوستے رہے ہیں۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ پر نظر ڈالیے۔ آپ کمودس کو ہر جگہ دیکھیں گے۔ 1970 کو سامنے لایئے۔ صدر پاکستان، یحیٰ خان کی ذاتی خواب گاہ کے باہر درونگ کے بلب لگے ہوئے تھے۔ سرخ اور سبز۔ سرخ بلب جلنے کا مطلب یہ تھا کہ بادشاہ کو ڈسٹرپ نہ کیا جائے۔ ہاں جب سبز بلب جلنے تو ٹساف اندر جا سکتا ہے۔ 1970 میں مشرقی پاکستان میں خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ ہندوستان نے مغربی پاکستان پر بھی دھاوا بول دیا تھا۔ حالتِ جنگ میں صدر کے احکامات کی اشہد ضرورت تھی۔ ہر وقت ملکی صورتحال بگڑتی جا رہی تھی۔ ایک دن، مشرقی پاکستان سے رات گئے انتہائی اہم پیغام آیا جو ملکی سلامتی کے متعلق تھا۔ ٹساف کی کوشش تھی کہ صدر کو فوراً اطلاع کی جائے اور احکامات لیے جائیں۔ مگر لال مقی جل رہی تھی۔ کمرے میں یحیٰ خان اکیلنہیں تھے۔ خواتین کے ہمراہ رقص و سرور کی شاندار محفل برپا تھی۔ ٹساف نے بہت کوشش کی کہ صدر سے ملکر سب کچھ بتائیں۔ مگر بادشاہ سخت طیش میں آگیا۔ اس نے کسی کو بھی ملنے سے انکار کر دیا۔ آگے جو کچھ ہوا، وہ تاریخ کا بد نہما حصہ

ہے۔ غافل کمودس نے ہمارے عظیم ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

تاریخی واقعات میں الجھان نہیں چاہتا۔ پرویز مشرف کے ہمہ وقت وزیر اعظم تباہ کاریوں سے دبرادشت نہیں کرنا چاہتا۔ صرف پانچ برس پہلے کا ایک آنکھوں دیکھا واقعہ عرض کرتا ہوں۔ پرائم منستر سیکریٹریٹ کسی سرکاری کام سے گیا تو وہ بالکل خالی تھا۔ معلوم کرنے پر پہتہ چلا کہ وزیر اعظم تو مہینوں مہینوں دفتر نہیں آتے۔ گھر سے کام کرتے ہیں۔ خیروزیر اعظم ہاؤس تک جانا ناممکن تھا۔ اتفاق سے ملاقات، وزیر اعظم کے ایک مشیر سے ہو گئی۔ وہ شخص انتہائی قابل، دیانت دار اور سلجمھا ہوا انسان تھا۔ بلکہ ہے۔ موصوف سرپکڑ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ پریشانی کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ وزیر اعظم نے تمام حکومتی اختیار، وزیر خزانہ کے سپرد کر دیے ہیں۔ فرمان شاہی ہے کہ کوئی بھی معاملہ ہو، صرف اور صرف وزیر کو پیش کیا جائے۔ وزیر موصوف، وزیر اعظم کے سہی بھی تھے۔ یعنی، بادشاہ کے درباری بھی تھے اور قریبی رشتہ دار بھی۔ مشیر اس بات پر پریشان تھے کہ حکومت اس طرح نہیں چل سکتی۔ وزیر خزانہ تمام اہم کام نہیں نیپا سکتا۔ وزیر اعظم کا اس طرح ملکی معاملات سے لتعلق ہونا ریاست کیلئے حد درجہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ مگر وہی ہوا، جو بادشاہ کا حکم تھا۔ وزیر موصوف چونسٹ کمیٹیوں کے چیزیں بن گئے۔ انکا پارہ ہر وقت چڑھا رہتا تھا۔ افسروں کی سریعہ بے عزتی کرتے تھے۔ انگریزی میں گالیاں لکتے تھے۔ عتاب شاہی کے ڈر سے لوگ خاموش رہتے تھے۔ متعدد بار، افسروں کے سروں پر فال مارتے تھے کہ تم نالائق ہو۔ تمہیں کام نہیں آتا۔ پورا دار الحکومت، انکے شر سے پناہ مانگتا تھا۔ کوئی انکوبتانے یا سمجھانے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔ پھر وہی ہوا۔ لتعلق وزیر اعظم، خود بھی در بدر ہو گئے اور وزیر موصوف آجکل لندن میں اپنے کمائے ہوئے خزانے پر عیش فرم رہے ہیں۔ ویسے عجیب بات یہ بھی ہے کہ ماضی قریب کے کمودس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ اپنے دور کے سلی اینڈ روشن شاہ عترت بنادیتا۔ اس سے کچھ بھی نہیں ہو پایا۔ جس وزیر بے تدبیر نے اسکی حکومت پیروں تلے روندھاںی وہ بھی آج عیش و آرام میں ہے۔

موجودہ حالات کو پر کھیے۔ آپکو وہن کمودس اور موجودہ سلی اینڈ رصاف دکھائی دینے گے۔ شائد انکے خطاب، نام اور طریقہ حکمرانی بالکل مختلف ہوں، مگر صفات کے لحاظ سے حیران کن مماثلت نظر آتی ہے۔ مثال لے لیجئے۔ بجلی کے کارخانے حد درجہ مہنگی بجلی بنا کر لوگوں کو پامال کر رہے ہیں۔ انکے متعلق رپورٹیں در رپورٹیں موجود ہیں۔ مگر انکا سلی اینڈ مشیر، سینہ تان کر ہمیں نصیحتیں کر رہا ہے۔ اسی طرح چینی کے معاملات ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ انکی تحقیقاتی رپورٹیں شائع کروائے کے وزیر اعظم نے کمال کر دیا۔ مگر چینی کے سلی اینڈ ر، آج بھی مہنگی ترین چینی فروخت کر رہے ہیں۔ بالکل یہی حال آٹے کا ہے۔ لوگوں میں حد درجہ اضطراب ہے۔ آثار حقيقة بہت مہنگا ہے۔ مگر آٹے کا سلی اینڈ ر، ہمیں کہہ رہا ہے کہ مسئلہ ہی کوئی نہیں ہے۔ قصر شاہی تک لوگوں کی چینیں اور آہ وزاری بھی نہیں پہنچتی۔ ہاں، ایک اہم بات۔ سلی اینڈ ر قوروم کا باقاعدہ باشندہ تھا۔ ہمارے موجودہ مشیران بے تدبیر اور حکمرانوں کی اکثریت تو پاکستان کی باقاعدہ شہری ہی نہیں ہے۔ یہ تو غیر ملکی باشندے ہیں۔ یہ تواصل سلی اینڈ ر بھی نہیں بن سکتے۔ وقت آنے پر بڑے آرام سے بھاگ جائیں گے۔ مگر کمودس مشکل میں پڑ جائیگا؟ خدارا، مشیران بے تدبیر کو دیوار میں چنوا دیجئے۔ مگر یہ تو اینٹیں تک کھا جائیں گے؟